هو الحق المبین

بہتر فرقوں کا حکم

(قرآن واحادیث اور ائمہ اہل سنت کے اقوال کی روشنی میں)

تصنیف

فقیہ النفس مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی

ناشر

جامعہ فیض الرحمٰن، جونا گڑھ (گجرات)

کتاب: بہتر فرقوں کا حکم

تصنیف: فقیہ النفس مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی

Mob:9932541005

E-Mail:mmrazvi@gmail.com

طبع: ۲۰۱۸ء

ناشر: جامعہ فیض الرحمٰن ،آر،ٹی،او،روڈ، جونا گڑھ

(گجرات)

Publisher

JAMIA FAIZ UR RAHMAN

Old R.T.O Road. JunaGadh.362001(G.J.)India
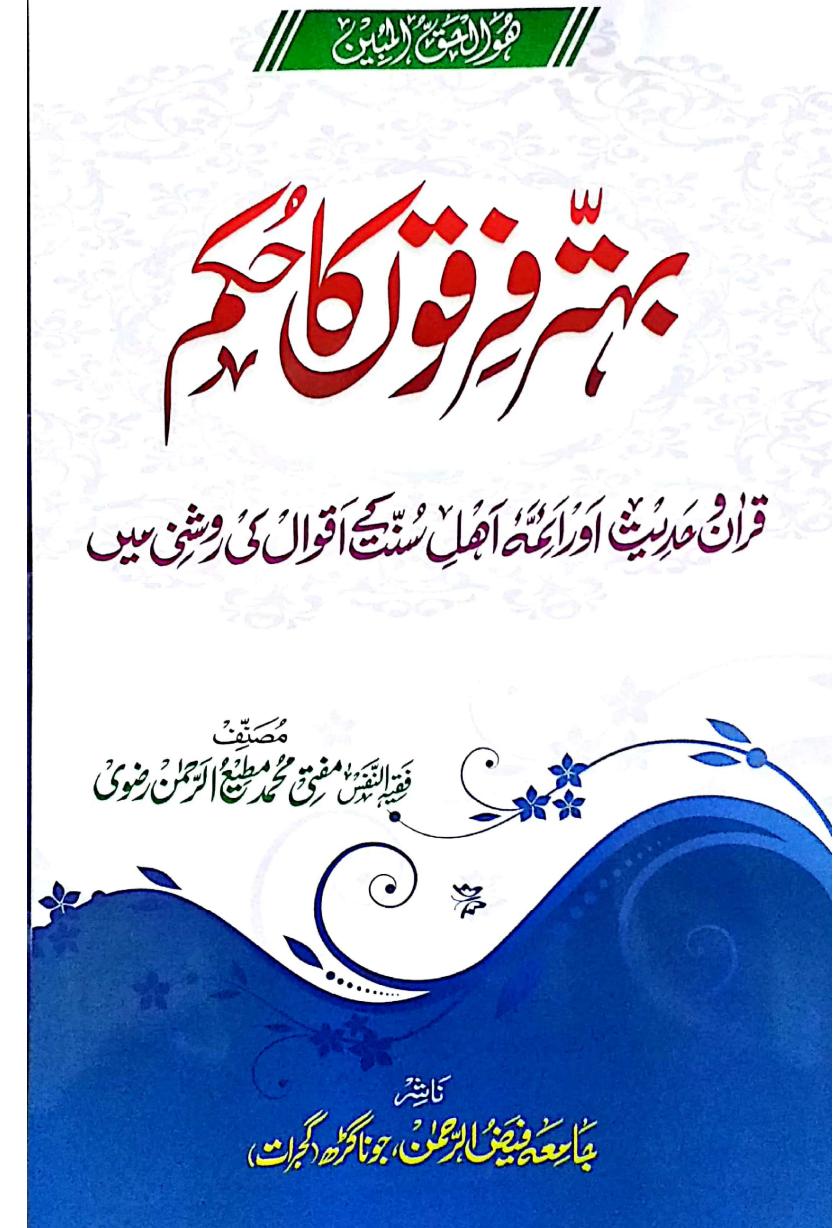
شرف انتساب

میں اس تحقیقی اور علمی کاوش کو تیرہویں صدی ہجری کی عظیم شخصیت

امام اہل سنت مجدد دین و ملت ،اعلی حضرت

الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ

کے نام منسوب کرتا ہوں

جن کی تحریریں میری اس تحقیق کی مبتدا بھی ہیں اور منتہا بھی

فقیر محمد مطیع الرحمٰن رضوی غفرلہ

عن عبد اللہ بن عمر قال :

قال رسول اللہ ﷺ :

لیأتین علی امتی ما اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل با لنعل حتی ان کان منھم من اتی امہ علانیۃ لکان فی امتی من یصنع ذالک و ان بنی اسرائیل تفرقت علی اثنتین و سبعین ملۃ و تفترق امتی علی ثلث و سبعین ملۃ ،کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ،قالوا و من ھی یا رسول اللہ ﷺ؟قال :ما انا علیہ و اصحابی. (جامع الترمذی:ابواب الایمان،باب ماجاءفی افتراق ھذہ الامۃ)

مشمولات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله حمدا موافيا ،الذى شرف اتباع الحق بخير الامم من بين كافة الخلق جميعا، والصلاة والسلام على من ارسل الى العلمين هاديا، وعلى آله وصحبه الذين اعتصموا بحبل الله جميعا ، وجعل من اتبعهم فريقا ناجيا.

اما بعد!

انسان کے لیے سب سے بنیادی چیز ہے ایمان، یعنی دل سے اس بات کو ماننا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بھی لے کر آئے، وہ حق ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ ضروریات دین کو ماننا ایمان ہے، اور ضروریات دین ہی میں سے کسی کا انکار کفر۔ ضروریات دین کے علاوہ کسی چیز کا انکار کفر نہیں اگر چہ کفر لازم آتا ہو؛ کیوں کہ لازم مذہب، مذہب نہیں ہوتا۔ ہاں! گمرہی۔ یا۔ فسق۔ یا۔ گنہ ہوسکتا ہے۔ امام احمد رضا فرماتے ہیں:

> ’’مذہب معتمد ومحقق میں استحلال (حرام کو حلال سمجھنا) بھی علی اطلاقہ کفر نہیں۔ جب تک زنا۔ یا۔ شرب خمر۔ یا۔ ترک صلاۃ کی طرح اس کی حرمت ضروریات دین سے نہ ہو۔ غرض ضروریات کے سوا کسی شئ کا انکار کفر نہیں، اگر چہ ثابت بالقواطع ہو؛ کہ عند التحقیق آدمی کو

اسلام سے خارج نہیں کرتا،مگرانکاراس کا،جس کی تصدیق نے اسے دائرۂ اسلام میں داخل کیا تھا۔ اور وہ نہیں،مگرضروریات دین **کماحققه العلماء المحققون من الائمة المتکلمین**۔ ولہٰذا خلافتِ خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا منکر، (بلفظ دیگر روافض) مذہبِ تحقیق میں کافر نہیں۔ حالاں کہ اس کی حقانیت بالیقین قطعیات سے ثابت''۔ (فتاوی رضویہ مترجم ج۵ص۱۰۱)

حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا علیہ الرحمہ کی **الصارم الربانی** ص۱۳۴ میں ہے:

''مانی ہوئی باتیں چار قسم کی ہوتی ہیں:

اول: ضروریات دین،جن کا منکر کافر،ان کا ثبوت قرآن عظیم۔ یا۔ حدیث متواتر۔یا۔ اجماع قطعیات الدلالات ، واضحۃ الافادات سے ہوتا ہے۔جن میں نہ شبہے کی گنجائش،نہ تاویل کوراہ۔

دوم: ضروریات مذہب اہل سنت وجماعت،جن کا منکر گمراہ بدمذہب ،ان کا ثبوت بھی دلیل قطعی سے ہوتا ہے،اگر چہ بہ احتمالِ تاویل بابِ تکفیر مسدود ہو۔

سوم: ثابتات محکمہ،جن کا منکر بعدِ وضوحِ امر،خاطی وآثم قرار پاتا ہے۔ان کے ثبوت کو دلیل ظنی کافی،جب کہ اس کا مفاد اکبرِ رائے ہو کہ

جانب خلاف کومطروح ومضمحل کردے۔ یہاں حدیثِ آحاد صحیح۔یا۔حسن کافی اورقول سوادِ اعظم وجمہور علما کا،سند وافی۔ **فان ید اللہ علی الجماعة**۔

چہارم: ظنیات محتملہ،جن کے منکر کو صرف مخطی کہا جائے۔ ان کے لیے ایسی دلیل ظنی بھی کافی،جس نے جانبِ خلاف کے لیے گنجائش بھی رکھی ہو۔

ہر بات اپنے ہی مرتبے کی دلیل چاہتی ہے۔جو فرق مراتب نہ کرے اور ایک مرتبے کی بات کو اس سے اعلیٰ درجے کی دلیل مانگے، جاہل بے وقوف ہے۔یا۔ مکار فیلسوف۔

ہر سخن وقتے وہر نقطہ مقامے دارد
گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی''

حدیث میں ہے:

''**تفترق امتی علی ثلث وسبعین ملة کلھم فی النار الاملة واحدة**. (ترمذی ج۲ص۸۹)

(ترجمہ) میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی، اور ایک چھوڑ کر سب جہنمی ہوں گے''۔

یہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّت کی نسبت اپنی طرف فرمائی ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت سے کہیں اس کے معنی مطلق امت، کہیں امت مقید بقیدِ عدم، اور کہیں امتِ مقید بقیدِ وجود ہوں گے۔

مطلق امت، ان لوگوں کو کہا جائے گا، جن کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے، خواہ وہ ایمان لاکر اسی پر قائم رہے۔ یا۔ مرتد ہوگئے۔ یا۔ سرے سے ایمان ہی نہ لائے ــــ یہ تعریف **لابشرط** ہوگی۔ اس پر امت دعوت کا بھی اطلاق ہوگا۔

امت، مقید بقید عدم، وہ لوگ ہوں گے، جن کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے، مگر وہ ایمان نہیں لائے۔ یا۔ ایمان لاکر مرتد ہوگئے۔ یہ تعریف **بشرط لا** ہوگی ــــ اس پر بھی امت دعوت کا اطلاق کیا جاتا ہے۔

امت، مقید بقید وجود، ان لوگوں کو کہا جاتا ہے، جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے، اور اسی پر قائم رہے، یہ تعریف **بشرط شیٔ** ہے ــــــ اس کو امت اجابت کہتے ہیں۔

امت مقید بقید وجود یعنی امت اجابت کی دو قسمیں ہوں گی:

(الف) امت اجابت بالمعنی الاعم (۲) امت اجابت بالمعنی الاخص۔

امت اجابت بالمعنی الاعم: ان حضرات کو کہیں گے جو تمام ضروریات دین پر اعتقاد رکھتے ہوں۔ خواہ ضروریات اہل سنت کے معتقد ہوں۔ یا۔ نہ ہوں۔ لہٰذا جو لوگ ضروریات دین میں سے کسی بات کا انکار کریں، ان کا شمار امت اجابت

بالمعنی الاعم میں بھی نہیں ہوگا، وہ اب امت دعوت میں ہوں گے۔ مگر جو حضرات ضروریات دین پر تو ایمان رکھتے ہیں، لیکن! ضروریات اہل سنت میں سے کسی بات کے منکر ہیں، جیسے خوارج، معتزلہ وغیرہ، ان کا شمار، اس اعم معنی کے اعتبار سے امت اجابت ہی میں ہوگا۔

امت اجابت بالمعنی الاخص: ان لوگوں کو کہیں گے جو ضرویات دین کے علاوہ ضروریات اہل سنت پر بھی اعتقاد رکھتے ہوں۔ لہٰذا جو لوگ ضروریات اہل سنت میں سے کسی بات کا انکار کرتے ہوں، جیسے خوارج، معتزلہ وغیرہ، ان کا شمار اس معنی اخص کے اعتبار سے امت اجابت میں نہیں ہوگا۔

اسی طرح مشہور حدیث پاک ہے:

”**ان امتی لاتجتمع علی ضلالة**. (ابن ماجہ ص۲۹۲)

(ترجمہ) گمرہی کی بات پر میری امت کا اجماع نہیں ہوگا“

فقہائے کرام، جن کا فریضہ بالذات اعمال فرعیہ سے بحث کرنا ہے، وہ حدیث پاک میں امت سے مراد، امتِ اجابت بالمعنی الاخص لیتے ہیں۔ لہٰذا کسی فرعی بالذات مسئلہ میں معتزلہ وغیرہ کا اختلاف ہو، تو بھی ان کے نزیک اجماع کا تحقق ہوجاتا ہے؛ کیوں کہ معتزلہ وغیرہ ان کے نزدیک امت اجابت سے خارج ہوکر امت دعوت میں شامل ہوچکے ہوتے ہیں۔ اس لیے معتزلہ وغیرہ کے اختلاف کرنے سے اجماعِ فقہی کے تحقق پر اثر نہیں پڑتا ہے۔ حرمت رضاعت سے متعلق حضور مفتی

اعظم علیہ الرحمۃ کا ایک مبسوط فارسی فتوی، امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی تصدیق سے فتاوی رضویہ مترجم، مطبوعہ پور بندر ج۱۱ص ۴۸۳ میں شائع ہوا ہے، اس میں ہے:

''ظاہر یہ خود مبتدع اند و مبتدع را در اجماع اعتبار ے نیست و وفاقش ملحوظ نہ شود و بخلافش خلل نہ پذیر اند؛ **لانھم لیسوا من الامۃ علی الاطلاق کما فی التوضیح وغیرہ. لیسوا من امۃ الاجابۃ وانما ھم من امۃ الدعوۃ کما فی مرقاۃ المفاتیح وغیرھا**''۔

(ترجمہ) ظاہری فرقہ، بدعتی فرقہ ہے اور اجماع میں گمراہ کا اعتبار نہیں ہوتا، اجماع کے تحقق پر اس کی موافقت ومخالفت کا کا کوئی اثر نہیں پڑتا ہے؛ کیوں کہ یہ علی الاطلاق امت میں سے نہیں ہے جیسا کہ توضیح وغیرہ میں ہے۔ پس یہ امت اجابت میں سے نہیں، امت دعوت میں سے ہے۔ جیسا کہ مرقاۃ المفاتیح وغیرہ میں ہے''۔

مگر متکلمین عظام، جن کا فریضہ بالذات اعتقادیات اصولیہ سے بحث کرنا ہے، ان کے نزدیک امت سے مراد امت اجابت بالمعنی الاعم ہوگا۔ لہٰذا جو لوگ کسی اعتقادی ضروری مسئلہ میں اختلاف کریں، جیسے ختم نبوت کے منکر دیوبندی، قادیانی، اور موجودہ قرآن کریم کو ناقص ماننے والے شیعہ وغیرہ، تو اجماع کا تحقق ہو جاتا ہے؛ کیوں کہ دیوبندی، قادیانی اور شیعہ وغیرہ، متکلمین کے نزدیک امت اجابت سے

نکل کر امت دعوت میں شامل مانے جائیں گے۔ دوسرے لفظوں میں وہ حضرات مسلمان ہی نہیں ہوں گے۔

عارف باللہ حضرت علامہ عبد الغنی نابلسی علیہ الرحمۃ حدیقۂ ندیہ میں فرماتے ہیں:

''**کل فرقۃ کفرت منھم خرجت عن الثلاث والسبعین**۔

(ترجمہ) جو فرقے اسلام لانے کے بعد کفر کے مرتکب ہوئے وہ تہتر فرقوں سے خارج ہو گئے''۔

اس لیے ان کے اختلاف کرنے سے اجماعِ کلامی پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے ــــــــ لیکن! کوئی کسی غیر اصولی اعتقادی مسئلہ میں اختلاف کرے جیسے معتزلہ وغیرہ، تو ان کے نزدیک اجماعِ کلامی کا تحقق نہیں ہو پائے گا؛ کیوں کہ معتزلہ وغیرہ ان کے نزدیک امت اجابت سے خارج ہو کر امت دعوت میں شامل نہیں ہوئے ہیں۔

امت اجابت ہی کی طرح قرآن واحادیث کے اطلاقات میں لفظ ''جہنمی'' بھی دو معنوں میں آیا ہے:

(۱) ہمیشہ ہمیش کے لیے جہنم میں رہنا۔ (۲) کچھ عرصہ کے لیے جہنم میں رہنا۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''میری امت تہتر فرقوں/ملتوں میں بٹے گی، جن میں سے بہتر فرقے جہنمی ہوں گے اور ایک فرقہ جنتی ہوگا''۔

اس بات پر اتفاق ہے کہ جہاں لفظ جہنمی خاص غیر مسلمین کے لیے آیا ہے، وہاں ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہنے کے معنی میں ہے ۔اور جہاں خاص مسلمانوں کے لیے آیا ہے، وہاں کچھ عرصہ کے لیے جہنم میں رہنے کے معنی میں ہے ــــ اور کہیں مسلم وغیر مسلم دونوں کے لیے آیا ہو، تو مشترک معنوی کے طور پر دونوں سے عام معنی ”جہنم میں رہنا“ مراد ہوں گے ۔یعنی مسلمانوں کے حق میں کچھ عرصہ کے لیے رہنا، اور غیر مسلموں کے حق میں ہمیشہ ہمیش رہنا۔

حدیثِ افتراق میں لفظ امت، مطلق ہے۔ اگر اسے لا بشرط مانا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ جن حضرات کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ خواہ ایمان پر قائم ہوں۔ یا۔ ایمان لا کر مرتد ہو گئے ہوں ۔ یا۔ سرے سے ہی ایمان نہ لائے ہوں، وہ تہتر فرقوں میں بٹیں گے ۔جن میں سے بہتر فرقے جہنمی ہوں گے یعنی جو ایمان لا کر مرتد ہو گئے ہوں، وہ ، اور جو سرے سے ہی ایمان نہ لائے ہوں، وہ ، جہنمی ہوں گے ۔اور ایک فرقہ جو **ما انا علیہ و اصحابی** کا مصداق ہے، یعنی جو ایمان لائے اور اسی پر قائم رہے، وہی جنتی ہوگا۔

امت بشرط لا یعنی مقید بقید عدم مانا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ جن حضرات کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور ایمان نہ لائے ۔ یا۔ ایمان لا کر مرتد ہو گئے ، وہ تہتر فرقوں میں بٹیں گے جن میں سے بہتر فرقے جہنمی ہوں گے، اور ایک فرقہ جنّتی ہوگا یعنی جو **ما انا علیہ و اصحابی** کا مصداق ہوگا۔

اور امت بشرط شئ یعنی مقید بقید وجود، جسے امت اجابت کہتے ہیں، بالمعنی الاعم مانا جائے، تو مطلب یہ ہوگا کہ وہ فرقے جو ضروریات دین پر اعتقاد رکھتے ہیں، وہ تہتر فرقوں میں بٹ جائیں گے ۔جن میں سے بہتر فرقے جو ضروریات دین پہ قائم ہوں، ضروریات اہل سنت کے انکار کی وجہ سے جہنمی ہوں گے ۔اور جو فرقہ **ما انا علیہ و اصحابی** کا مصداق ہے یعنی ضروریات دین کے ساتھ ساتھ ضروریات اہل سنت پر بھی اعتقاد رکھتا ہے، وہی جنتی ہوگا۔

اور امت بشرط شئ یعنی مقید بقید وجود، جسے امت اجابت کہتے ہیں، بالمعنی الاخص مانا جائے، تو مطلب یہ ہوگا کہ وہ فرقے جو ضروریات دین پر اعتقاد رکھنے کے ساتھ ساتھ ضروریات اہل سنت پر بھی اعتقاد رکھتے ہوں، تہتر فرقوں میں بٹیں گے ۔جن میں سے بہتر فرقے ضروریات اہل سنت کا انکار کر کے جہنمی ہوں گے، اور ایک فرقہ جو ضروریات دین کے ساتھ ساتھ ضروریات اہل سنت پر بھی اعتقاد رکھتا ہو، وہی جنّتی اور **ما انا علیہ و اصحابی** کا مصداق ہوگا۔

اب اگر تہتر فرقے امت بشرط لا یعنی مقید بقید عدم، جن پر امت دعوت کا بھی اطلاق ہوتا ہے ، کے مراد ہوں، تو صرف غیر مسلموں کے فرقے شمار میں آئیں گے ، چاہے وہ شروع سے ہی غیر مسلم ہوں۔ یا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد اس سے پھر گئے ہوں۔

تہتر فرقے مطلق امت یعنی لا بشرط کے مراد ہوں، جو امت دعوت ہے، تو

اس میں مسلمانوں ہی کی تخصیص نہیں ہوگی ، غیر مسلم فرقے بھی شمار میں آئیں گے جیسا کہ اس کی تعریف ہی سے واضح ہے۔

ترمذی ج۲ص۹۲ کے حاشیہ میں مرقات شرح مشکوٰۃ کے حوالہ سے ہے:

'' **قوله علی ثلاث وسبعین فرقة قیل یحتمل امة الدعوة فیندرج سائر الملل الذین لیسوا علی قبلتنا**''

(ترجمہ) ممکن ہے کہ 'امت' سے مراد 'امت دعوت' ہو، اس صورت میں بہتّر فرقے غیر اہل قبلہ کے ہوں گے''۔

تہتر فرقے امت **بشرط شیٔ** یعنی مقید بقید وجود، جسے امت اجابت کہتے ہیں، بالمعنی الاعم کے مراد ہوں، تو غیر مسلموں کے فرقے تو شمار میں نہیں آئیں گے ، چاہے وہ شروع سے ہی

غیر مسلم ہوں۔ یا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد اس سے پھر گئے ہوں، مگر تہتروں فرقے مسلمانوں ہی کے ہوں گے۔ جن میں سے بہتر جہنمی ہوں گے، اور ایک فرقہ **ماانا علیه واصحابی** کا مصداق اور جنتی ہوگا۔

ترمذی ج۲ص۹۲ ہی کے حاشیہ میں مرقات شرح مشکوٰۃ کے حوالہ سے ہے:

''**ویحتمل امة الاجابة فیکون الثلاث والسبعون منحصرة فی اهل قبلتنا**''۔

(ترجمہ) یہ بھی محتمل ہے کہ 'امت' سے 'امت اجابت' مراد ہو، اس

صورت میں تہتروں فرقے اہل قبلہ ہی کے ہوں گے''۔

تہتر فرقے امت **بشرط شیٔ** یعنی مقید بقید وجود، جسے امت اجابت کہتے ہیں، بالمعنی الاخص کے مراد ہوں، تو غیر مسلموں (چاہے وہ شروع سے غیر مسلم رہے ہوں۔ یا۔ اسلام قبول کرکے اس سے پھر گئے ہوں) ہی کی طرح غیر سُنّیوں کے فرقے بھی شمار میں نہیں آئیں گے۔ تہتروں فرقے سُنّیوں ہی کے ہوں گے، جن میں بہتر فرقے جہنمی ہوں گے، اور ایک فرقہ **ماانا علیه واصحابی** کا مصداق اور جنّتی ہوگا۔

امت بشرط لا یعنی مقید بقید عدم، جسے **امت دعوت** کہتے ہیں، کے تہتر فرقے مراد ہونا تو بالبداہۃ باطل ہے؛ کیوں کہ اس صورت میں مستثنیٰ فرقہ جو **ماانا علیه واصحابی** کا مصداق ہے، اور جس کے لیے جنت کا وعدہ ہے، وہ بھی غیر مسلموں ہی کا ہوگا۔

اور **مطلق امت** یعنی **لابشرط** مراد ہونا اگرچہ ممکن ہے؛ کیوں کہ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ بہتر فرقے چاہے وہ سرے سے ہی ایمان نہیں لائے ہوں۔ یا۔ ایمان لاکر مرتد ہوگئے ہوں، غیر مسلم اور جہنمی ہوں گے۔ اور مستثنیٰ فرقہ **ماانا علیه واصحابی** کا مصداق اور جنتی ہوگا۔

مگر ہم دیکھتے ہیں کہ نبیؐ علیم وخبیر صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت یہ حدیث ارشاد فرمائی، اس وقت بھی 'مطلق امت' کے تہتّر سے زائد فرقے موجود تھے۔

تو پھر مستقبل میں 'مطلق امت' کے تہتر فرقوں میں منقسم ہو جانے کی کیا بات ہوئی؟
اس لیے محققین نے 'امت' سے 'امت اجابت' مراد لی ہے اور 'مطلق امت لابشرط' مراد لینے کو بہت بعید قرار دیا ہے۔

حدیقۂ ندیہ کے مصنف جنہیں امام احمد رضا کی زبانِ قلم نے بار بار عارف باللہ کے لقب سے یاد کیا ہے، وہ اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وتفترق امتی)یعنی امة الاجابةالمومنین به صلی الله علیه وسلم لان امةالدعوة مفترقون اکثرمن ذالک فی زمانه صلی الله علیه وسلم"

(ترجمہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی" میں 'امت' سے مراد "امت اجابت" ہے؛ کیوں کہ 'امت دعوت' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے ہی میں بہتر سے زائد تھی"۔

حضرت محقق دوانی شرح عقائد عضدیہ میں فرماتے ہیں:

"قال شراح الحدیث ولوحمل علی امةالدعوةلکان له وجه وانت تعلم بعده جدا"۔

(ترجمہ) شارحین حدیث نے کہا ہے کہ 'امت' کو "امت دعوت" پر محمول

کیا جا سکتا ہے۔ مگر یہ بہت دور کی کوڑی لانے کے مرادف ہے"۔

حضرت **ملا علی قاری** نے دونوں احتمالات کا تذکرہ کر کے دوسرے احتمال یعنی "امت اجابت" مراد لینے کو زیادہ ظاہر بتایا ہے، فرماتے ہیں:

"**والثانی هو الاظهر**"۔ (حاشیہ ترمذی بحوالۂ مرقاۃ)

(ترجمہ) دوسرے معنی ہی زیادہ ظاہر ہیں"۔

امام بیہقی نے سنن کبری ج ۱۰ ص ۲۰۸ میں **علامہ خطابی** کے حوالہ سے لکھا ہے:

" قوله :ستفترق امتی علی ثلاث وسبعین فرقة "فیه دلالة علی ان هٰذه الفرق کلهاغیرخارجین من الدین اذالنبی صلی الله علیه وسلم جعلهم کلهم من امته"۔

(ترجمہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہی دلالت کر رہا ہے کہ یہ بہتر فرقے ایسے لوگوں کے نہیں ہوں گے جو دین سے خارج ہوں؛ کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو اپنی امت قرار دیا ہے"۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی، جن کو امام احمد رضا **محقق** کے لفظ سے یاد فرماتے ہیں، انہوں نے بھی اسی قول کو اپنایا ہے۔ وہ، شرح سفر السعادۃ ص ۱۹۷ میں فرماتے ہیں:

"مراد بامت، امت اجابت است، یعنی آنہا کہ اسلام آوردہ و دعوت را از آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اجابت نمودہ اند"۔

(ترجمہ)'امت' سے مراد 'امت اجابت'' ہے، یعنی جولوگ ایمان لائے اور آپ کی دعوت کو قبول کیا''۔

مولانا عبدالحی لکھنوی نے بھی اپنے مجموعہ فتاوی ج اص ۹۳ میں یہی لکھا ہے:

''واقعی حدیث:**ستفترق امتی علی ثلٰث وسبعین فرقة**''۔

(ترجمہ: قریب ہے کہ میری امت تہتر فرقوں پر منقسم ہوجائے گی) میں، مراد امت اجابت ہے کہ عبارت اہل اسلام سے ہے نہ امت دعوت''۔

ہم عرض کرآئے کہ امت اجابت دومعنوں میں مستعمل ہے : (۱) امت اجابت بالمعنی الاخص (۲) امت اجابت بالمعنی الاعم۔تو امت کی دوقسموں کو جہنمی کی دوقسموں میں ضرب دینے سے چار صورتیں ہوں گی۔

(الف) امت سے مراد امت اجابت بالمعنی الاخص اور جہنمی سے مراد ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہنا۔

(ب) امت سے مراد امت اجابت بالمعنی الاخص اور جہنمی سے مراد کچھ عرصہ کے لیے جہنم میں رہنا۔

(ج) امت سے مراد امت اجابت بالمعنی الاعم اور جہنمی سے مراد ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہنا۔

(د) امت سے مراد امت اجابت بالمعنی الاعم اور جہنمی سے مراد کچھ عرصہ کے

لیے جہنم میں رہنا۔

پہلی صورت مراد ہوتو مطلب یہ ہوگا کہ جوفرقے ضروریات دین کے ساتھ ساتھ ضرویات اہل سنت پر بھی اعتقاد رکھتے ہیں، ان میں سے بہتر فرقے ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہیں گے، اور ایک فرقہ جنتی ہوگا۔اور وہی فرقہ **ماانا علیہ واصحابی** کا مصداق ہوگا۔

دوسری صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ جوفرقے ضروریات دین کے ساتھ ساتھ ضرویات اہل سنت پر بھی اعتقاد رکھتے ہیں، ان میں سے بہتر فرقے کچھ عرصہ کے لیے جہنم میں رہیں گے، اور ایک فرقہ جنتی ہوگا۔اور وہی فرقہ **ماانا علیہ واصحابی** کا مصداق ہوگا۔

تیسری صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ جولوگ ضروریات دین پر ایمان رکھتے ہوں، مگر ضرویات اہل سنت پر اعتقاد نہیں رکھتے ہیں، ان میں سے بہتر فرقے ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہیں گے، اور ایک فرقہ جنتی ہوگا۔اور وہی فرقہ **ماانا علیہ واصحابی** کا مصداق ہوگا۔

چوتھی صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ جولوگ ضروریات دین پر ایمان رکھتے ہیں، مگر ضروریات اہل سنت پر اعتقاد نہیں رکھتے، وہ فرقے کچھ عرصے کیے لیے جہنم میں رہیں گے، اور ایک فرقہ جنتی ہوگا۔اور وہی فرقہ **ماانا علیہ واصحابی** کا مصداق ہوگا۔

پہلی صورت بداہتاً باطل ہے؛ کیوں کہ جو حضرات ضروریات دین کے ساتھ ساتھ ضروریات اہل سنت پر بھی اعتقاد رکھتے ہیں، وہی تو سُنّی **ما انا علیہ و اصحابی** کے مصداق ہیں۔ بھلا وہ ہمیشہ ہمیش کے جہنمی کیسے ہوں گے؟

اسی طرح دوسری صورت بھی صحیح نہیں؛ کیوں کہ جو فرقے ضروریات دین کے ساتھ ساتھ ضروریات اہل سنت پر بھی اعتقاد رکھتے ہیں، وہی تو سُنّی **ما انا علیہ و اصحابی** کے مصداق ہیں۔ پھر اسی سے **ما انا علیہ و اصحابی** کا استثنا کیسے درست ہوگا؟

یوں ہی تیسری صورت بھی صحیح نہیں؛ کیوں کہ ضروریات دین کے ماننے ہی کا نام ایمان ہے، اور اس پر اہل سنت کا اجماع ہے کہ صاحب ایمان ہمیشہ ہمیش جہنم میں نہیں رہے گا۔

تو لامحالہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ چوتھی صورت، یعنی جو فرقے ضروریات دین پر تو ایمان رکھتے ہیں، مگر ضروریات اہل سنت پر اعتقاد نہیں رکھتے، وہ فرقے کچھ عرصے کے لیے جہنم میں رہیں گے، اور ایک فرقہ جنتی ہوگا۔ اور وہی فرقہ **ما انا علیہ و اصحابی** کا مصداق ہوگا۔

اسی لیے شیخ سلیمان ابن عبدالوہاب نے ’**الصواعق الالٰهية فی الرد علی الوهابية**‘ مطبوعہ پور بندر کے ص ۵۷ میں لکھا ہے:

”وقد بین العلماء ذالک ووضحوه وانه قوله :تفترق هٰذه

الامة الحديث ،فهٰولاء اهل الاهواء كماتقدم ذكرهم ولم يكونوا كافرين بل كلهم مسلمون الامن اسر تكذيب الرسول صلى الله تعالى عليه وسلم فهومنا فق كماتقدم فی كلام الشيخ من حكاية مذهب اهل السنة فی ذالک. وقوله صلى الله تعالى عليه وسلم: كلها فی النار الا واحدة. فهو وعيد مثل وعيد اهل الكبائر مثل قاتل النفس وآكل مال اليتيم وآكل الربا وغير ذالک“۔

(ترجمہ) علما نے وضاحت سے بیان فرمایا ہے کہ ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم: میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی“ میں مراد یہ ہے کہ وہ گمراہ ہوں گے، کافر نہیں ہو جائیں گے۔ بلکہ سب کے سب مسلمان ہوں گے۔ ہاں! جو تکذیب رسول کو چھپائے رہے گا، منافق ٹھہرے گا جیسا کہ مذہب اہل سنت کے بیان میں شیخ کا کلام گزرا۔ جس طرح سود اور یتیم کا مال کھانے والے اور جان کو قتل کرنے والے اہل کبائر کے تعلق سے وعیدیں ہیں، اسی طرح ”ایک کو چھوڑ کر سب کے سب جہنمی ہوں گے“ بھی وعید ہے“۔

عارف باللہ حضرت نابلسی علیہ الرحمۃ **حدیقہ ندیہ** شرح طریقۂ محمدیہ ج ا ص ۱۱۱، ۱۱۰ میں فرماتے ہیں:

''فهٰؤلاء الثلاث والسبعون فرقة ان لم يكفروابجحودمجمع عليه معلوم من الدين بالضرورة كلهم مسلمون مجتهدون من حيث الاعتقادفمن اخطأ منهم فى اجتهاده كان فاسقامبتدعاضالاوليس بكافر .....ومما يؤيد ما قلناه قوله صلى الله عليه وسلم :كفواعن اهل لااله الاالله ،لاتكفروهم بذنب فمن اكفر اهل لااله الاالله فهو الى الكفراقرب .اخرجه الاسيوطى فى الجامع الصغير وقال شارحه المناوى:فمخالف الحق من اهل القبلة ليس بكافرمالم يخالف ماهومن ضروريات الدين كحدوث العالم وحشرالاجساد،فانه حينئذليس من اهل لااله الاالله''۔

(ترجمہ) یہ تہتر فرقے جب تک کسی دینی ضروری بات کا انکار نہ کریں،تو کل کے کل مسلمان ہی ہوں گے۔البتہ سنیوں کے علاوہ جو فرقے ہیں، چوں کہ انہوں نے دین اسلام میں اجتہاد سے کام لیا ہے اور خطا کی ہے،اس لیے فاسق ومبتدع اور گمراہ ہوئے ،کافر نہیں......ہماری اس بات کی تائید جامع صغیر میں علامہ سیوطی کی تخریج کردہ اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:**اھل لااله**

الاالله کی تکفیر سے زبان روکو،کسی گناہ کی وجہ سے ان کو کافر نہ کہو۔جو **اھل لااله الاالله** کی تکفیر کرے گا،وہی کفر سے زیادہ قریب ہوگا۔اس کی شرح کرتے ہوئے علامہ مناوی نے لکھا ہے: حق (اہل سنت) کے مخالف اہل قبلہ جب تک کسی دینی ضروری بات، جیسے کائنات کے حادث ہونے،وغیرہ کا انکار نہ کریں، کافر نہیں ہیں؛اس لیے کہ انکار کے بعد **اھل لااله الاالله** نہیں رہیں گے۔.....؛ کیوں کہ اہل قبلہ سے مراد وہی لوگ ہیں جو کسی دینی ضروری بات کے انکار سے کافر نہ ہوگئے ہوں''۔

حضرت قاضی محبّ اللہ بہاری ''مسلم الثبوت'' اور حضرت بحر العلوم علامہ عبدالعلی فرنگی محلی اس کی شرح فواتح الرحموت ج۲ص۴۲۲مطبوعہ علمیہ، بیروت میں فرماتے ہیں:

''(لانكفره لتمسكه)اى المبتدع(بالقرآن اوالحديث اوالعقل فى الجملة)فهم ملتزمون حقيقة كلام الله ورسوله وماأتى به اجمالا،وهوالايمان،......واما لزومهم تكذيب ماثبت قطعاًانه دين محمدى فليس كفرا،وانماالكفرالتزام ذالك(وللنهى عن تكفيراهل القبلة)بقوله صلى الله عليه وآله واصحابه وسلم ....(وان دخلوا)اى كل الفرق(فى

الـنـار الاواحـداَ)وهـم المتبعون للصحابةبالنص،.....(لان عـاقبتهـم الى الجنة)بعدمكث الطويل فى النار ان ماتوا على مـلةالاسلام.(وعليه)اى على عدم التكفير(جمهور الفقهاء والـمتـكـلـمـيـن وهـو الـحق).....(الامن انكرضروريا)من الدين" الخ۔

یعنی ہم اہل بدعت کی تکفیرنہیں کرتے ہیں؛اس لیے کہ فی الجملہ ان کاتمسک قرآن وحدیث اورعقل ہی سے ہے۔تو وہ لوگ اجمالاً اللہ ورسول کے کلام اورآپ کے لائے ہوئے دین کے برحق ہونے کاالتزام رکھتے ہیں اوراسی کانام ایمان ہے۔رہایہ کہ ان لوگوں کے اقوال سے دین کی قطعی طور پرثابت شدہ باتوں کی تکذیب لازم آرہی ہے! تو لزوم کفر،کفرنہیں،التزام کفر،کفر ہے۔اوراس لیےبھی تکفیرنہیں کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل قبلہ کی تکفیر سے منع فرمایاہے اگرچہ اہل سنت کے علاوہ سارے فرقے جہنم میں جائیں گےمگرملت اسلام ہی پرفوت ہوں تو عرصۂ درازتک جہنم میں رہنے کے بعد بالآخر جنت میں جائیں گے۔ان لوگوں کی تکفیرنہ کرناہی جمہورفقہا اور متکلمین کامسلک ہے اور یہی حق ہے ۔ ہاں! جوکسی دینی ضروری بات کا انکارکرے توتکفیرہوگی۔

امام احمد رضانے اس کی شرح میں فرمایاہے:

"قوله:وهوالحق الامن انكرضروريا.فلهٰذه الوجوه لانكفر احدا منهم الامن انكرضروريامن الدين "الخ۔

(ترجمہ)ان ہی وجوہات کی بناپرضروریات دین کےمنکرکےسواہم ان فرقوں کےکسی شخص کی تکفیرنہیں کریں گے"۔

خودامام احمدرضا **النهى الاكيد** میں فرماتے ہیں:

"یامعشرالمسلمین!یہ فرقہ غیرمقلدین کہ تقلیدائمہ دین کےدشمن اوربے چارہ عوام اہل اسلام کے رہزن ہیں، مذاہب اربعہ کوچوراہابتائیں،ائمہ ہدی کواحبارورہبان ٹھہرائیں،سچےمسلمانوں کوکافرومشرک بنائیں" (فتاوی رضویہ مترجم ج٦ ص ٦٥٦) ......"اُن کا بدعتی ، بدمذہب ،گمراہ،بےادب ،ضال،مضل ،غوی،مبطل ہونا نہایت جلی واظہربلکہ عندالانصاف یہ طائفہ تالفہ بہت فرق اہل بدعت سے اشرواضرواشنع و افجر **كما لايخفى على ذى بصر**"(ایضا)

پھربہت کچھ احادیث وآثارنقل کرکےفرماتے ہیں:

" (تو)بلاشبہ غیرمقلدکے پیچھے نمازمکروہ وممنوع ولازم الاحتراز" (ص٦٧٠)...."یہ تو خودواضح اورہماری تقریرسابق سے لائح کہ طائفۂ مذکورہ بدعتی بلکہ بدترین اہل بدعت سے ہے"۔(ایضا)

پھر مزید احادیث وآثاراوراقوال ائمہ نقل کر کے فرماتے ہیں:
''توباتفاق ہردومذہب (مذہب مفتی بہ وغیر مفتی بہ) ان کا کافر ہونا لازم
اوران کے پیچھے نماز ایسی جیسے کسی یہودی ۔یا۔نصرانی۔یا۔مجوسی
۔یا۔ہندو کے پیچھے۔**ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم**''
(۱۵/۷)........''مگر حاشاللہ! ہم پھر بھی دامن احتیاط ہاتھ سے جانے نہ
دیں گے اور یہ ہزار ہمیں جو چاہیں کہیں،ہم زنہاران کو کفارنہ کہیں گے
۔ہاں، ہاں! یوں کہتے ہیں اور خدا ورسول کے حضور کہیں: یہ لوگ آثم
ہیں،خاطی ہیں، ظالم ہیں ، بدعتی ہیں ، ضال ہیں،مضل ہیں،غوی
ہیں،مبطل ہیں،مگر ہیہات ! کافر نہیں، مشرک نہیں،اتنے بدراہ
نہیں۔اپنی جانوں کے دشمن ہیں،عدواللہ نہیں۔ہمارے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم فرماتے ہیں:**کفواعن اهل لااله الاالله لاتکفروهم بذنب
فمن اکفر اهل لااله الاالله فهوالی الکفر اقرب** ۔یعنی **لااله
الاالله** کہنے والوں کو کسی گناہ پر کافر نہ کہو۔جو **لاالٰہ الااللہ** کہنے والے
کوکافر کہے،وہ خودکفر سے نزدیک تر ہے'' ۔(ایضا)......''ہمیں اپنے
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ حدیثیں اوراپنے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کا یہ ارشاد:**و لانکفر احدا من اهل القبلة** اوراپنے علمائے
محققین کا فرمانا:**لایخرج الانسان من الاسلام الاجحود**

مـاادخلـه فيـه (یعنی:انسان کوجس چیز نے اسلام میں داخل کیا ہے
اسے اس چیز کے انکار کے سوااور چیز خارج نہیں کر سکتی) یاد ہے۔اور
جب تک تاویل وتوجیہ کی سب قابل احتمال ضعیف راہیں بھی بند نہ
ہوجائیں،مدعی اسلام کی تکفیر سے گریز چاہیئے''....'' **واقول
يظهر للعبدالضعيف غفرالله تعالى له ان ههنا فى كلام
العلماءاطلاقافى موضع التقييد كماهوداب كثيرمن
المصنفين فى غيرمامن مقام وانمامحل
الاكفارباكفارالمسلم اذاكان ذالک لا عن شبهة اوتاويل
والافلا .فانه مسلم بظاهره ولم نومربشق القلوب والتطلع
الى اماكن الغيوب ولم نعثر منه على انكارشئ من
ضروريات الدين فكيف يهجم على نظير ماهجم عليه
ذالک السفيه .هٰذاهوالتحقيق عندالفقهاء الكرام يذعن
بذالک من احاط بكلامهم واطلع على مرامهم رحمةالله
تعالى عليهم اجمعين ،الاترى ان الخوارج خذلهم الله
تعالى قداكفروااميرالمومنين ومولى المسلمين علیارضى
الله تعالى عنه ثم هم عندنالايكفرون كمانص عليه فى الدر
المختار والبحرالرائق وردالمحتاروغيرهامن معتبرات**

الاسفار. وامامامر من تقرير الدليل على التكفير فانت تعلم ان لازم المذهب ليس بمذهب واماالاحاديث فمؤلة عندالمحققين كماذكره الشراح الكرام۔

اقول :ومن ادل دليل عليه قوله صلى الله تعالى عليه وسلم فى الحديث المارّفهوالى الكفراقرب فلم يسميه كافراوانماقربه الى الكفرلان الاجتراء على الله تعالى اوبمثل ذالک قديكون بريدالكفر والعياذبالله رب العالمين!ولاحول ولاقوة الابالله العلى العظيم“۔

(ترجمہ) میں کہتاہوں:اس عبدضعیف پر یہ بات واضح ہے کہ یہاں علماکے کلام میں تقیید کے مقام پر اطلاق ہے جیسا کہ کئی مقام پر اکثر مصنفین کا یہی طریقہ دیکھا گیا ہے۔کسی مسلمان کوکافرقرار دینے کامحل تو وہ ہے جہاں کوئی تاویل وشبہہ نہ ہو۔جہاں کوئی بھی تاویل۔یا۔شبہہ ہوسکتاہو، کافرقرارنہیں دیاجائے گا؛ کیوں کہ وہ ظاہر کے اعتبار سے مسلمان ہےاورہم دل چیرکردیکھنےاورامورغیبیہ پرمطلع ہونے کے مامور نہیں ہیں۔نہ ہی اس کے کسی ایسےعمل پرمطلع ہیں جس سے دین کے کسی ضروری امرکاانکارہورہاہو۔توبھلاہم اس پراس طرح حملہ کیسے کرسکتے ہیں جس طرح وہ بےوقوف دوسرے پرحملہ آورہواہے۔فقہائے کرام

کےنزدیک تحقیق اسے کہتے ہیں۔نیز۔جس نے فقہاے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے کلام کااحاطہ کیااوران کے مدعاسے آگاہ ہوا ہو، اسےبھی اس بات کااذعان ہوگا۔کیا آپ نہیں جانتے کہ خوارج (اللہ انہیں رسوا کرے) نے امیرالمومنین مولائے مسلمین حضرت علی رضی اللہ عنہ کوکافرقراردیاتھا،مگرپھربھی وہ ہمارے نزدیک کافرنہیں؟ جیسا کہ اس پردرمختار، بحرالرائق، ردالمحتاراوردوسری معتبرکتابوں میں تصریح ہے ۔ رہی تکفیر پردلیل کی وہ تقریر جو جوگزری! تو آپ جانتے ہیں کہ لازم مذہب، مذہب نہیں ہوتا۔ جہاں تک احادیث کی بات ہے!تو محققین کےنزدیک وہ مؤول ہیں،اپنے ظاہری معنی پرنہیں جیسا کہ شارحین کرام نے ذکرکیاہے۔ میں کہتاہوں: ہزاردلیل کی ایک دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کاوہ ارشاد ہے جوابھی گزرا کہ:”وہ کفر سے زیادہ قریب تر ہے “۔آپ نے اسے کافرنہیں فرمایا۔کفرسےقریب تر فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ پر جرأت ودلیری ہے جوبسااوقات کفر تک پہنچادیتی ہے۔رب العالمین اپنی پناہ عطافرمائے“۔

البتہ اس پراعتراض ہوتاہے کہ افتراق والی حدیث میں ”جہنمی“ دوسرے معنی ،یعنی کچھ عرصہ کے لیے جہنم میں رہنے، سے عبارت ہو،تو حدیث میں مذکورمستثنیٰ یعنی فرقۂ ناجیہ کے جوافرادفرائض کے تارک اورمحرمات کے مرتکب ہوں گے،وہ بھی کچھ

عرصہ کے لیے جہنم میں جا کر بالآخر بخشے جائیں گے، اور یہ بہتر جہنمی فرقے بھی کچھ ہی عرصہ کے لیے جہنم میں رہ کر بخشے جائیں، تو دونوں میں فرق کیا ہوگا؟

تو محققین کی طرف سے اس کے کئی جوابات دئے گئے ہیں، ہم یہاں بطور نمونہ دو جوابات نقل کر رہے ہیں:

(الف) بہتر جہنمی فرقوں اور فرقۂ ناجیہ کے وہ افراد جو فرائض کے تارک اور محرمات کے مرتکب ہوں، ان میں فرق یہ ہوگا کہ بہتّر فرقے تو عقائد فروعیہ میں خرابی کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے۔ اور فرقہ ناجیہ کے گنہ گار افراد اعمال بد کی وجہ سے۔

امام نابلسی ہی **حدیقہ ندیہ** ص۱۱۲ میں فرماتے ہیں:

"(الاملة واحدة)استثناهافبقی اثنان وسبعون ملة مقدارملل بنی اسرائيل وهذه الملةالمستثناةلايدخل النار بسبب عدم عصيانهافي الاعتقادان ماتت معتقدةمقتضی مذهبها ولكن يمكن ان تدخل النار بسبب عصيانهافي العمل"۔

(ترجمہ) ملت واحدہ کے استثنا کے بعد بنی اسرائیل کی ملتوں کے برابر بہتّر فرقے بچے۔ اس ملت مستثنی کے ماننے والے اگر اپنے مذہب کے مقتضی کے معتقد رہتے ہوئے مر گئے، تو اعتقادی گمرہی کی وجہ سے جہنم میں نہیں جائیں گے۔ ہاں! یہ ممکن ہے کہ عملی کوتاہی کی بنیاد پر جائیں"۔

حضرت شیخ محقق شرح سفر السعادہ ص۱۹۷ میں فرماتے ہیں:

"مراد بدخول نار ونجات از آں بجہت عقیدہ است نہ عمل والا دخول فرقۂ ناجیہ در نار بجزائے عمل نیز جائز است، ایں فرق ہمہ اہل قبلہ اند، وتکفیر آنہا مذہب اہل سنت وجماعت نہ، اگرچہ کفر بر آنہا لازم آید"۔

(ترجمہ) ناجی فرقہ کے گنہگار افراد عقیدہ میں خرابی کی وجہ سے نہیں، بلکہ عمل میں خرابی کی وجہ سے کچھ عرصہ کے لیے جہنم میں جائیں گے۔ اور گمراہوں کے بہتّر فرقے، عقیدہ میں خرابی کی وجہ سے کچھ عرصہ کے لیے جہنم میں جائیں گے؛ کیوں کہ یہ فرقے اہل قبلہ کے ہیں جن کی تکفیر اہل سنت کا مسلک نہیں ہے، اگرچہ ان پر کفر لازم آتا ہو"۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اپنے مکتوبات ج۳ مکتوب ۳۸ ص۶۷ میں لکھتے ہیں:

"باید دانست کہ مراد از قول آں سرور علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والسلام کہ در حدیث تفریق ایں امت بہفتا دودو فرقہ واقع شدہ است: **كلهم في النار الا واحدة**. دخول شان است در نار ومکث شان ست در عذاب آں۔ نہ خلود در نار ودوام در عذاب آں کہ منافیٔ ایمان است ومخصوص بکفار است"۔

(ترجمہ) جاننا چاہئے کہ تفریق امت سے متعلق سرور عالم علیہ وعلی آلہ

الصلاۃ والسلام کے ارشاد: ''ایک کو چھوڑ کر سب (بہتّر) جہنمی ہوں گے
''میں 'جہنمی' سے مراد ان فرقوں کا جہنم میں جانا اور کچھ عرصہ وہاں
رہنا ہے، نہ کہ ہمیشہ ہمیش رہنا، جو ایمان کا منافی اور کفار کے ساتھ خاص
ہے''۔

حضرت محقق دوانی شرح عقائد جلالی میں فرماتے ہیں:

''کلھا فی النار من حیث الاعتقاد فلا یرد''۔ (ص ۱۴)

(ترجمہ) بہتر فرقے عقیدے کی وجہ سے دوزخی ہوں گے، اس لیے
اعتراض نہیں پڑے گا''

اس کے حاشیہ پر مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی لکھتے ہیں:

**''ان دخول الفرق الھالکۃ فی النار من حیث الاعتقاد
، وافراد الفرقۃ الناجیۃ وان تدخل فی النار لکنھم لا یدخلون
من حیث الاعتقاد بل ان دخلوا فمن حیث العمل''۔**

(ترجمہ) ہلاک ہونے والے فرقوں کا جہنم میں جانا ان کے عقائد کی وجہ
سے ہوگا اور فرقۂ ناجیہ کے افراد اگر دوزخ میں جائیں گے تو عقائد کی وجہ
سے نہیں، عمل کی وجہ سے جائیں گے''۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فتاوی عزیزیہ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی
ص ۲۵، ۲۶ میں فرماتے ہیں:

''مراد دخول است **من حیث الاعتقاد** فرقۂ ناجیہ را اصلاً
از جہت اعتقاد دخول نار نخواہد شد، اگرچہ از جہت تقصیرات عمل
در نار داخل شوند''۔

(ترجمہ) دخول **من حیث الاعتقاد** مراد ہے اور فرقۂ ناجیہ اعتقاد کی
وجہ سے جہنم میں نہیں جائے گا، اگرچہ عمل میں کوتاہی کی وجہ سے دوزخ
میں جائے گا''۔

(ب) ''**فی النار**'' کا مطلب ہے '**شدت عذاب**' اب معنی یہ ہوں گے کہ
بہتّر فرقے، گنہگار سنّی مسلمانوں سے زیادہ **سخت عذاب** میں مبتلا ہوں گے۔

حضرت علامہ سید طحطاوی علیہ الرحمۃ درمختار ص **۱۵۳** کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:

**''اجیب بان التخصیص لشدۃ مواخذتھم بالعذاب فان
عذابھم فی النار یکون اشد عذابا من عصاۃ الفرقۃ
الناجیۃ لسوء اعتقادھم فی طریقۃ نبیھم''۔**

(ترجمہ) بہتّر فرقوں کے لیے جہنم میں جانے کی تخصیص اس لیے ہے کہ
ان کو جہنم میں فرقۂ ناجیہ کے گنہ گاروں سے زیادہ سخت عذاب ہوگا؛
کیوں کہ وہ اپنے نبی کے طریقے کے برخلاف غلط اعتقاد کے حامل
ہیں''۔

عزیز محترم شہید بغداد مولانا اسید الحق علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب ''افتراق امت''

میں لکھا ہے:

”گزشتہ صفحات میں ہم نے زیر بحث حدیث میں **فی النار** سے **دخول فی النار** مراد لینے کے لیے اکابر علمائے اہل سنت کے حوالے پیش کئے تھے، لہٰذا ہم بھی.......کے دامن میں پناہ لیتے ہوئے یہاں **فی النار** سے **دخول فی النار** مراد لینے ہی کو ترجیح دیتے ہیں۔“

اس پر میں نے اپنے مقالہ ”شہیدِ بغداد مولانا اُسید الحق اور امام احمد رضا“ میں لکھا تھا:

”امام احمد رضا نے بھی فتاوی رضویہ ج ۶ ص ۲۴۷ تا ۲۴۸ میں مندرج رسالہ **سبحٰن السبوح** کے تازیانہ ۱۱،۱۲،۱۳ کے تحت تکمیل جمیل میں شاہ اسماعیل دہلوی کا رد کرتے ہوئے یہی موقف اپنایا ہے۔ فرماتے ہیں:

”اقول: او جھوٹی نظیروں سے بے چارے عوام کو چھلنے والے! اس تفرقہ کی سچّی نظیر دیکھ: مسلمان کو، اہل بدعت کے بہتر فرقے پورے گنا کر کہئے: رافضی، وہابی، خارجی، معتزلی، جبری، قدری، ناصبی وغیرہ نہیں۔ تو بے شک اس کی بڑی تعریف ہوئی۔ اور بعینہ یہی کلمات کسی کافر کے حق میں کہئے تو کچھ تعریف نہیں۔ حالاں کہ یہ سالبہ قضیے دونوں جگہ قطعاً صادق۔ تو کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ مسلمان باوجود قدرت رافضی، وہابی ہونے سے بچا، لہٰذا محمود ہوا۔ اور اس کافر کو رافضی، وہابی ہونے پر

قدرت ہی نہ تھی لہٰذا مدح نہ ٹھہرا؟ کوئی جاہل سا جاہل یہ فرق نہ سمجھے گا۔ بلکہ تفرقہ یہی ہے کہ جب یہ فرقے اہل قبلہ کے ہیں تو مسلمان کے حق میں ان بہتر کی نفی، سُنّی ہونے کا اثبات کرے گی، لہٰذا اعظم مدائح سے ہوا اور کافر سرے سے مقسم یعنی کلمہ گوہی سے خارج۔ تو ان کی نفی سے کسی وصف محمود کا اس کے لیے اثبات نہ نکلا، ولہٰذا مفید مدح نہ ٹھہرا“۔

البتہ انہوں نے ترجیح کے سلسلہ میں جن وجوہ کو پیش کیا ہے ان میں کہیں لغزش۔ یا۔ تقریب تام کے سلسلہ میں کلام ہوسکتا ہے، مگر موقف بہر حال راجح وہی ہے جسے مولانا اسید الحق نے اختیار کیا ہے، بالخصوص ہم خواجہ تاشان رضویت کے لیے؛ **کیونکہ امام اہل سنّت امام احمد رضا نے بھی اسی موقف کو اختیار فرمایا ہے**“۔

کرم فرما حضرت مولانا رضوان احمد صاحب شریفی دام کرمہ علینا کے مطابق ماہنامہ جام نور شمارہ نومبر ۲۰۱۵ء میں محترم پروفیسر فاروق احمد صدیقی کا کوئی مراسلہ شائع ہوا ہے، جس میں انہوں نے امام احمد رضا کے موقف سے متعلق میرا حوالہ دے دیا ہے۔ یہی چیز میرے اوپر کرم فرمائی کا باعث بن گئی۔

میں ہزاروں ہزار قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ’دعوئ نبوت‘ نہیں رکھتا۔ ہر قسم کی لغزش کا امکان ہے، اس لیے کرم فرما کی طرف سے واقعی خواہ غیر واقعی، کسی بھی طرح کی ”لغزشوں کی نشاندہی“ پر شکوہ نہیں کرتا، بلکہ احسان مانتا ہوں۔ مگر افسوس اس بات

کا ہے کہ انہوں نے اپنی کرم فرمائی سے مجھے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا پر بہتان تراشی کرنے کا الزام دے کر (دیکھئے عنوان مضمون ص ۴۴ کالم ۲، ص ۴۵ کالم ۲ ''غلط فہمی یا بہتان تراشی'') در پردہ ان تمام آیات واحادیث (جن میں بہتان، وہ بھی اپنے بزرگ اور دین وایمان کے محسن پر بہتان، سے متعلق شدید سے شدید وعیدیں آئی ہیں) کا مورد قرار دے دیا ہے۔

(۱) میرے مقالے میں ہے:

''اکثر شارحین حدیث نے اس حدیث کے تحت الخ'' (دیکھئے عالم ربانی نمبر) مگر کرم فرما کی نقل میں لفظ ''نے'' بدل کر ''میں'' ہوگیا ہے، تو میں اسے تحریف نہیں کہتا، کمپوز کی غلطی سمجھتا ہوں۔

اسی طرح میں نے لکھا تھا:

''جن حضرات کے نزدیک یہاں جہنمی سے مراد ہمیشہ ہمیش کے لئے جہنم میں رہنا' ہے، ان کے نزدیک جو حضرات دعوئ ایمان کے ساتھ کفر کے مرتکب ہیں جیسے شیعوں کا وہ طبقہ جو قرآن کو ناقص مانتا ہے، وہابیوں کا وہ طبقہ جو حضور خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے پیدا ہونے کو شرعاً ممکن بتاتا ہے، وغیرہ وغیرہ، وہ بظاہر امت اجابت میں ہونے کے باوجود ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہیں گے''۔

مگر کمپوز میں لفظ ''بظاہر'' چھوٹ گیا۔ اس پر یہ کرم فرمائی ہوئی ہے:

''مفتی صاحب کا یہ کہنا کہ ا''مت اجابت میں ہونے کے باوجود ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہیں گے'' صحیح نہیں ہے؛ اس لئے کہ جو اسلام سے خارج ہوکر مرتد ہوگا وہی ہمیشہ جہنم میں رہے گا، وہ امت اجابت سے نکل کرامت دعوت میں داخل ہوجاتا ہے''

اس پر چاہوں تو میں بھی کہہ سکتا ہوں:

''چوں کہ ''یہ اہل قبلہ ہی میں سے نکلے ہیں اسی اعتبار سے یہ لکھا کہ امت اجابت میں ہونے کے باوجود'' الخ''

جیسا کہ کرم فرمانے امام احمد رضا کے جملہ ـــــ ''جب یہ فرقے اہل قبلہ کے ہیں''۔ کو اپنی تائید کے لیے بنانے کی خاطر فرمایا ہے:

''چوں کہ یہ فرقے اہل قبلہ ہی میں سے نکلے ہیں اس اعتبار سے فرمایا کہ ''جب یہ فرقے اہل قبلہ کے ہیں''

مگر میں یہ نہیں کہوں گا۔

پھر میں نے لکھا تھا:

''اور جن حضرات کے نزدیک یہاں جہنمی سے مراد ''جہنم میں اپنے کئے کی سزا پاکر اس سے نکل آئیں گے'' ہے، ان کے نزدیک دعوئ ایمان کے ساتھ کفر کا ارتکاب کرنے والے امت اجابت میں داخل ہی نہیں رہتے ہیں، امت اجابت سے نکل کرامت دعوت میں داخل

ہوجاتے ہیں‘‘

اس پر کرم فرمانے ارشادفرمایا ہے:

’’اس عبارت میں تضاد ہے اس لئے کہ جہنم سے نکلنے والے وہ لوگ
ہوں گے جن کی بدعت وگمرہی حد کفر تک نہیں پہونچی ہے اور ایسے لوگ
امت اجابت ہی میں رہتے ہیں امت اجابت سے نکل کر امت دعوت
میں داخل نہیں ہوتے اور جودعویٔ ایمان کے ساتھ کفر کا مرتکب ہوگا وہ
جہنم سے نکلے گا ہی نہیں‘‘

پہلی بات یہ کہ میں کم علم آدمی سمجھ نہیں پارہاہوں کہ کمپوزنگ میں ’’بظاہر‘‘ کا
لفظ چھوٹا ہوامان لیا جائے ،تو میری عبارتوں میں اس کے سوا تضاد کیا ہے؟ کہ:

’’بلوحِ تربت من یافتند از غیب تحریرے
کہ ایں مقتول راجز بے گناہی نیست تقصیرے‘‘

دوسری بات یہ کہ جب کرم فرما کے نزدیک بھی صحیح یہ ہے کہ:

’’جن کی بدعت وگمرہی حد کفر تک نہیں پہونچی ہے،وہ جہنم سے نکلنے
والے وہ لوگ ہوں گے جن کی بدعت وگمرہی حد کفر تک نہیں پہونچی ہے
اور ایسے لوگ امت اجابت ہی میں رہتے ہیں امت اجابت سے نکل کر
امت دعوت میں داخل نہیں ہوتے‘‘

تو مرحوم اسید الحق نے بھی تو یہی لکھا ہے،اور میں نے اسی کی تائید کی ہے۔

پھر اختلاف،یعنی چہ؟

اس طرح تو خود کرم فرما ہی کی تحریریں تضاد کی شکار ہو رہی ہیں؛ کیوں کہ ان
کا دعوی تو یہ ہے کہ اہل سنت کے علاوہ سبھی فرقے ہمیشہ ہمیش کے جہنمی ہیں۔

خیر!

’’دھیرے دھیرے شیخ جی آنے لگے ہیں راہ پر
تا در میخانہ آجاتے ہیں سمجھاتے ہوئے‘‘

حضرت کرم فرما،فتاویٰ رضویہ کی منقولہ بالا اس عبارت:

’’اقول:اوجھوٹی نظیروں سے بے چارے عوام کو چھلنے والے!اس تفرقہ
کی سچّی نظیر دیکھ:مسلمان کو،اہل بدعت کے بہتر فرقے پورے گنا کر
کہیے: رافضی، وہابی، خارجی، معتزلی، جبری،قدری، ناصبی وغیرہ
نہیں۔تو بے شک اس کی بڑی تعریف ہوئی۔اور بعینہ یہی کلمات کسی
کافر کے حق میں کہیے تو کچھ تعریف نہیں۔حالاں کہ یہ سالبہ قضیے دونوں
جگہ قطعاً صادق۔تو کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ مسلمان باوجود قدرت
رافضی ،وہابی ہونے سے بچا،لہٰذا محمود ہوا۔اور اس کافر کو رافضی ، وہابی
ہونے پر قدرت ہی نہ تھی لہٰذا مدح نہ ٹھہرا؟ کوئی جاہل سا جاہل یہ فرق نہ
سمجھے گا۔بلکہ تفرقہ وہی ہے کہ جب یہ فرقے اہل قبلہ کے ہیں تو مسلمان
کے حق میں ان بہتر کی نفی، سُنّی ہونے کا اثبات کرے گی،لہٰذا اعظم مدائح

سے ہوااور کافرسرے سے مقسم یعنی کلمہ گوہی سے خارج ۔ توان کی نفی
سے کسی وصف محمود کا اس کے لیے اثبات نہ نکلا۔ ولہٰذا مفید مدح نہ ٹھہرا‘‘
کے تعلق سے فرماتے ہیں:‘

’’اس عبارت کے پیش نظر یہ کہنا کہ سیدنا امام احمد رضا قدس سرہ کا بھی
یہی موقف ہے ۔ یہ مفتی صاحب (محمد مطیع الرحمٰن) کی غلط فہمی ہے
یا بہتان تراشی۔ بلکہ اس عبارت سے سیدنا اعلیٰ حضرت کا یہ موقف ثابت
ہوتا ہے کہ یہ بہتر مسلمان نہیں۔ جبھی تو ارشاد فرمایا کہ: ’’مسلمان کو، اہل
بدعت کے بہتر فرقے پورے گنا کر کہئے: رافضی، وہابی الخ اور اس کے
بعد یہ فرمانا کہ ’’بلکہ تفرقہ وہی ہے کہ جب یہ فرقے اہل قبلہ کے
ہیں تو مسلمان کے حق میں ان بہتر کی نفی سنی ہونے کا اثبات کرے گی‘‘۔

اس عبارت سے بہتر فرقوں کا کافر ہونا کیسے ثابت ہوتا ہے؟ یہ صرف کرم
فرما مولانا رضوان صاحب ہی سمجھ سکتے ہیں کوئی اور نہیں۔ بتایا جائے کہ بہتّر کے
بہتّر کافر ہوں، تو کافر کی نفی سے مسلمان ہونے کا اثبات ہوگا یا سنّی ہونے کا؟
کیا جو سنی نہیں، وہ سب کے سب کافر ہیں خواہ ان کی بدمذہبی حد کفر تک نہ پہونچی ہو؟

پھر یہ کہ امام احمد رضا تو صاف وصریح لفظوں میں فرماتے ہیں کہ:

’’جب یہ فرقے اہل قبلہ کے ہیں تو مسلمان کے حق میں ان بہتر کی نفی،
سُنّی ہونے کا اثبات کرے گی‘‘۔

مگر کرم فرما کو ضد ہے، کہ نہیں!

’’اس عبارت سے سیدنا اعلیٰ حضرت کا یہ موقف ثابت ہوتا ہے کہ یہ
بہتر مسلمان نہیں‘‘۔

زمانے تین ہیں ماضی، حال اور مستقبل۔ امام احمد رضا کی یہ عبارت:ــــ ’’جب
یہ فرقے اہل قبلہ کے ہیں‘‘ـــــ زمانہ حال کو بتاتی ہے جو موصوف کے نظریہ کی تردید
کرتا ہے، تو موصوف فرماتے ہیں:

’’حضور سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے فرمانے کا مطلب یہی ہے
کہ ـــ’’بہتر کلمہ گو فرقے اہل قبلہ ہی تھے مگر کفر قطعی کے مرتکب ہونے کی
وجہ سے اسلام سے خارج ہوگئے اور اب اہل قبلہ نہ رہے‘‘ـــــ چوں کہ
یہ فرقے اہل قبلہ ہی میں سے نکلے ہیں اس اعتبار سے فرمایا کہ ـــــ’’یہ
فرقے اہل قبلہ کے ہیں‘‘۔

امام احمد رضا کے اس جملہ کا یہ مطلب کوئی اہل زبان وادب سمجھے تو سمجھے، مجھ
جیسا غیر اہل زبان تو ہرگز نہیں سمجھ سکتا۔

میرے مقالے کے اندر **سبحٰن السبوح** مندرج فتاویٰ رضویہ کی منقولہ
عبارت میں امام احمد رضا کا ارشاد ہے:

’’مسلمان، کو اہل بدعت کے بہتر فرقے پورے گنا کر کہئے: ’’رافضی
، وہابی، خارجی، معتزلی‘‘ الخ۔

اس لیے مولانا نے **فتاویٰ رضویہ** کے ایک فتوے سے یہ عبارت:

''یہ روافض نہ اہل قبلہ ہیں اور نہ مسلمان بلکہ بالیقین کفار مرتدین ہیں''۔

نیز رسالہ **ردالرفضہ** سے یہ عبارت:

''رافضی خواہ وہابی خواہ کوئی کلمہ گو جو باوصف ادعائے اسلام عقیدۂ کفر رکھے وہ بتصریح ائمہ دین سب کافروں سے بدتر کافر یعنی مرتد کے حکم میں ہے''۔

نقل کر کے ثابت کرنا چاہا ہے کہ امام احمد رضا نے چوں کہ پہلی عبارت میں رافضی کو مرتد قرار دیا ہے اور دوسری عبارت میں وہابی کو بھی مرتد کے حکم میں بتایا ہے، اور مرتد کا حکم ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہنا ہے اس لیے رافضی، وہابی، خارجی، معتزلی، جبری قدری، ناصبی وغیرہ سبھی فرقے ان کے نزدیک مرتد اور ہمیشہ کے جہنمی ہیں۔

مگر ان کو کون سمجھائے کہ پہلے قضیے میں موضوع'' روافض'' نہیں، ''یہ روافض'' ہے، جو ''روافض'' سے اخص ہے؛ کیوں کہ رافضی کی ایک قسم وہ ہے جس کو تفضیلی کہتے ہیں ــــ دوسری قسم وہ ہے جو شیخین کی خلافت کا منکر ہے۔ تیسری قسم وہ ہے جو قرآن کریم کو محرَّف مانتا ہے، حضرت مولائے کائنات کو انبیائے کرام سے افضل سمجھتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

پہلی قسم کے روافض صرف گمراہ ہیں ــــ دوسری قسم کے روافض کو بھی بعض

حضرات گمراہ ہی مانتے ہیں اور بعض فقہا ان کی تکفیر کرتے ہیں۔

مجمع الانہر ج ا ص ۱۰۸ میں ہے:

''**الرافضی ان فضل علیافھو مبتدع وان انکر خلافۃالصدیق فھو کافر**''۔

(ترجمہ) حضرت علی کو شیخین پر فضیلت دینے والا رافضی گمراہ ہے اور ابوبکر صدیق کی خلافت کا انکار کرنے والا کافر''۔

برجندی شرح نقایہ ج ۴ ص ۲۱ میں ہے:

''**من انکر امامۃابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فھو کافر وعلی قول بعضھم ھو مبتدع ولیس بکافر**'' الخ۔

(ترجمہ) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا منکر کافر ہے۔ بعض حضرات کے قول پر صرف گمراہ ہے، کافر نہیں''۔

ردالمحتار ج ۴ ص ۱۳۵ میں ہے:

''**ان الرافضی ان کان ممن یعتقدالالوھیۃفی علی اوان جبرائیل غلط فی الوحی او کان ینکر صحبۃالصدیق اویقذف السیدۃالصدیقۃفھو کافر لمخالفتہ القواطع المعلومۃمن الدین بالضرورۃبخلاف مااذاکان یفضل علیااوسب الصحابۃفانہ مبتدع لاکافر**'' . الخ ۔

(ترجمہ) رافضی اگر حضرت علی کی الوہیت ۔یا۔ وحی لانے میں حضرت جبرئیل کی غلطی کا اعتقاد رکھتا ہے۔یا۔ حضرت ابوبکر صدیق کی صحابیت کا انکار کرتا ہے۔یا۔ حضرت عائشہ پر زنا کی تہمت لگاتا ہے،تو کافر ہے؛ کیوں کہ وہ قطعی طور پر ثابت شدہ ضروریات دین کی مخالفت کرتا ہے۔اس کے برخلاف حضرت علی کو شیخین پر فضیلت دیتا ہے۔ یا۔ صحابہ پر تبرّا کرتا ہے،تو گمراہ ہے،کافر نہیں‘‘۔

ہم شروع میں فتاوی رضویہ مترجم ج۵ص۱۰۱ سے یہ نقل کر آئے ہیں کہ:

’’ولہٰذا خلافتِ خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا منکر،(بلفظ دیگر روافض ۱۲ رضوی غفرلہ) مذہبِ تحقیق میں کافر نہیں۔حالانکہ اس کی حقانیت بالیقین قطعیات سے ثابت‘‘۔

ارشاد الساری ج۱ص۲۱۴ میں ہے:

’’النبی افضل من الولی وھو امر مقطوع بہ والقائل بخلافہ (ای الرافضی) کافر لانہ معلوم من الشرع بالضرورۃ‘‘۔

(ترجمہ) نبی کا ولی سے افضل ہونا امر قطعی ہے،اس کے خلاف بکنے والا(رافضی) کافر ہے؛ کیوں کہ یہ ضروریات دین سے ہے‘‘۔

شامی کتاب السیر مطبوعہ مکتبہ اشرفیہ،ج۶ص۲۸۸ میں ہے:

’’اما الرافضی ساب الشیخین بدون قذف للسیدۃ عائشۃ

ولا انکار لصحبۃ الصدیق ونحو ذالک فلیس بکفر‘‘۔

(ترجمہ) جو رافضی شیخین پر تو تبرّا کرتا ہو مگر حضرت عائشہ پر زنا کی تہمت نہیں لگاتا،حضرت ابوبکر صدیق کی صحابیت کا انکار نہیں کرتا،وہ کافر نہیں ہے‘‘۔

اسی طرح دوسرے قضیے میں بھی موضوع مفرد نہیں،مرکب توصیفی ہے۔یعنی کلمہ گوئی کے ساتھ عقیدۂ کفر رکھنے سے متصف۔تو یہ بھی وہابی سے اخص ہوئے۔۔۔۔ اور اخص کے لیے کوئی حکم ثابت ہو،تو ضروری نہیں کہ وہ حکم،اعم کے ہر فرد کے لیے بھی ثابت ہو۔جیسے کہا جائے کہ’’یہ تحریر‘‘ خوبصورت ہے۔تو ضروری نہیں کہ ساری تحریریں خوبصورت ہوں۔

اور سب سے بڑی بات تو یہ کہ امام احمد رضا اسی فتوے میں یہ لکھ کر کہ:

’’رافضی خواہ وہابی خواہ کوئی کلمہ گو جو باوصف ادعائے اسلام عقیدۂ کفر رکھے وہ بتصریح ائمہ دین سب کافروں سے بدتر کافر یعنی مرتد کے حکم میں ہے‘‘۔

چند سطر کے بعد خود ہی اپنے موقف کا اظہار ان لفظوں میں فرماتے ہیں:

’’یہ حکم فقہی مطلق تبرائی رافضیوں کا ہے اگرچہ تبرّا اور انکار خلافت شیخین رضی اللہ تعالی عنہ کے سوا دوسرے ضروریات دین کا انکار نہ کرتے ہوں۔**والاحوط فیہ قول المتکلمین انھم ضلال من**

كلاب النار لا كفار وبه ناخذ"۔

(ترجمہ) اس بارے میں متکلمین کا قول احوط یہ ہے کہ تبرائی رافضی گمراہ، جہنم کے کُتّے ہیں کافر نہیں، یہی ہمارا مسلک ہے"۔

کرم فرمانے نہ جانے کیوں اسے جان بوجھ کر چھوڑ دیا ہے؟

پھر امام احمد رضا کے الفاظ "**مرتد ہے**" اور "**مرتد کے حکم میں ہے**" کے اندر جو جوہری فرق پوشیدہ ہے، وہ اُن کے اسلوب نگارش اور طرز تحریر سے آشنا حضرات ہی صحیح طور سے سمجھ سکتے ہیں۔

علاوہ ازیں فتح القدیر، کتاب النکاح، مطبوعہ مکتبہ اشرفیہ ج ۳ ص ۲۲۱ میں ہے:

"واما المعتزلة فمقتضى الوجه حل مناكحتهم لان الحق عدم تكفير اهل القبلة وان وقع الزاما فى المباحث بخلاف من خالف القواطع المعلومة بالضرورة من الدين مثل القائل بقدم العالم ونفى العلم بالجزئيات على ماصرح المحققون"۔

(ترجمہ) محققین کی صراحت کے مطابق حق یہی ہے کہ اہل قبلہ کافر نہیں ہیں اگر چہ بحث میں ان پر کفر کا الزام دیا جاتا ہے۔ لہٰذا معتزلہ سے نکاح جائز ہوگا۔ ہاں! جو لوگ دین کی قطعی ضروری باتوں کی

مخالفت کریں جیسے کائنات کو قدیم کہتے ہوں، اللہ تعالیٰ کے لیے جزئیات کا علم نہ مانتے ہوں، وہ کافر ہیں"۔

ردالمحتار، باب الامامۃ، مطلب البدعۃ خمسۃ اقسام، مطبوعہ مکتبہ اشرفیہ، ج ۲ ص ۲۵۷ میں ہے:

"قال المحقق ابن الهمام فى اواخر التحرير: وجهل المبتدع كالمعتزلة مانعى ثبوت الصفات زائدة وعذاب القبر والشفاعة وخروج مرتكب الكبيرة لايصلح عذرا لوضوح الادلة من الكتاب والسنة الصحيحة لكن لايكفر اذ تمسكهم بالقرآن والحديث والعقل للنهى عن تكفير اهل القبلة والاجماع على قبول شهادتهم ولا شهادة لكافر على مسلم"۔

(ترجمہ) حضرت محقق ابن ہمام نے اپنی کتاب "**تحریر**" کے اواخر میں فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ کے لیے صفات زائدہ اور عذاب قبر کا انکار کرنے والے، ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور گناہ کبیرہ کے مرتکبین کو مسلمان نہ ماننے والے گمراہ معتزلیوں کا عذر اگر چہ قابل قبول نہیں؛ کیوں کہ یہ چیزیں قرآن اور صحیح احادیث کی واضح دلیلوں سے ثابت ہیں۔ مگر چوں کہ ان کا مستدل بھی قرآن

وحدیث اور عقل ہی ہے اس لیے ان کی تکفیر نہیں ہوگی؛ کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل قبلہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے۔ نیز اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ ان کی گواہی مقبول ہے۔ جب کہ مسلمان کے خلاف کافر کی گواہی قبول نہیں ہوتی''۔

فتاوی رضویہ مترجم ج۶ ص ۴۳۹ میں ہے:

''ان دیار میں وہابی ان لوگوں کو کہتے ہیں جو اسماعیل دہلوی کے پیرو اور اس کی کتاب تقویۃ الایمان کے معتقد ہیں یہ لوگ مثل شیعہ، خارجی، معتزلہ وغیرہم اہل سنت وجماعت کے مخالف مذہب ہیں ان میں جس شخص کی بدعت حد کفر تک نہ ہو.......اس کی اقتدا مکروہ تحریمی ہے.....شرح عقائد نسفی میں ہے: **ومانقل عن بعض السلف من المنع من الصلاۃ خلف المبتدع فمحمول علی الکراھۃ اذلا کلام فی کراھۃ الصلاۃ خلف الفاسق والمبتدع ھذا اذالم یودی الفسق والبدعۃ الی حدالکفر**''الخ۔

(ترجمہ) بعض سلف سے جو منقول ہے کہ گمراہ کے پیچھے نماز پڑھنا منع ہے۔ تو منع سے مراد کراہت ہے؛ کیوں کہ فاسق اور گمراہ کے پیچھے نماز کے مکروہ ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ فسق وگمرہی کفر کی حد تک نہ ہو''۔

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ کسی آدمی کا کچھ عرصہ کے لیے جہنم میں جا کر بالآخر بخشا جانا۔ یا۔ ہمیشہ ہمیش کے لیے جہنم میں رہنا تو اس بات پر متفرع ہے کہ وہ آدمی اصل کے مطابق مسلمان ہے، جس کے لیے **الاسلام یعلو** ہی کافی ہے ۔یا۔ کافر، جس کے لیے دلیل قطعی کلامی ضروری ہے۔ مگر تعجب ہے کہ محترم کرم فرما خبر واحد **کلھم فی النار** پر کفر کلامی کو متفرع کر رہے ہیں۔

وکم من عائب قولا صحیحا

وآفتہ من الفہم السقیم

بہر حال! بات کو مزید طول نہ دے کر دوسرے قارئین کے ساتھ ہمارے کرم فرما حضرت مولانا رضوان احمد صاحب زید کرمہ سے بھی گذارش ہے کہ وہ ذیل کے چند سوالات پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں اور خلوص نیت کے ساتھ ان کے جوابات سوچیں، تو ہم سمجھتے ہیں کہ خود ان کا دل بھی مطمئن ہو کر ہم سے اتفاق کر لے گا۔ سوالات یہ ہیں:

(۱) اس امت کا، بہتر فرقوں میں منقسم ہونا ضروریات دین میں داخل ہے ۔یا۔ ضروریات اہل سنت میں۔ یا۔ محکمات ثابتہ میں ۔یا۔ ظنیات محتملہ میں؟ اور ان کے احکام کیا ہیں؟

(۲) قطع ویقین فقہی وکلامی دونوں ایک ہیں۔ یا۔ ان میں فرق ہے؟ فرق ہے تو کیا فرق ہے؟۔ نیز ان کے احکام میں بھی فرق ہے۔ یا۔ نہیں؟ اور فرق ہے تو کیا

فرق ہے؟

(۳) بہتر فرقوں کا ہمیشہ کے لئے جہنم میں جانا، فقہا و متکلمین کا اجماعی مسئلہ ہے۔ یا۔ مختلف فیہ ہے، تو جن حضرات کا یہ موقف ہے کہ ''یہ بہتر فرقے اہل قبلہ گمراہوں کے ہیں ، کفار کے نہیں، اس لیے یہ ہمیشہ ہمیش کے جہنمی نہیں ہیں''، وہ حضرات ، جیسے : صاحب حدیقۂ ندیہ عارف باللہ حضرت نابلسی، صاحب سفر السعادۃ حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی، حضرت علامہ سید احمد طحطاوی، حضرت بحر العلوم فرنگی محلی وغیرہ۔ علیہم الرحمۃ والرضوان کافر و مرتد ہیں۔ یا۔ گمراہ و بے دین۔ یا۔ فاسق و گنہ گار۔ یا۔ صرف خاطی۔ یا۔ کچھ بھی نہیں؟

(۴) حدیث میں مذکور بہتّروں فرقے ہمیشہ ہمیش کے جہنمی ہیں، تو جو فرقہ صرف گمراہ ہے، مرتد نہیں، وہ تہتر واں فرقہ فرقۂ ناجیہ میں داخل ہے ۔ یا۔ چوہتر واں فرقہ ہے، جو اس حدیث میں بیان ہونے سے رہ گیا ہے؟

(۵) فرقۂ خوارج جس کے تعلق سے امام احمد رضا کا یہ ارشاد ہم نقل کر آئے کہ:

''ان الخوارج خذلھم اللہ تعالی قد اکفروا امیر المومنین ومولی المسلمین علیا رضی اللہ تعالی عنہ ثم ھم عندنا لایکفرون کما نص علیہ فی الدر المختار والبحر الرائق وردالمحتار وغیرھا من معتبرات الاسفار''۔

(ترجمہ) خوارج (اللہ انہیں رسوا کرے) نے امیر المومنین مولائے مسلمین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کافر قرار دیا تھا، مگر پھر بھی وہ ہمارے نزدیک کافر نہیں جیسا کہ اس پر درمختار، بحر الرائق، ردالمحتار اور دوسری معتبر کتابوں میں تصریح ہے''۔

وہ فرقہ بھی، تہتّر واں فرقہ، فرقۂ ناجیہ میں داخل ہے۔ یا۔ چوہتّر واں فرقہ ہے، جو اس حدیث میں بیان ہونے سے رہ گیا ہے؟

(۶) ایسے ہی رافضیوں کا فرقہ تفضیلیہ ، فرقۂ ناجیہ ہے ۔ یا۔ ان ہی بہتّر فرقوں میں سے کوئی فرقہ۔ یا پھر چوہتر واں فرقہ؟

(۷) یوں ہی رافضیوں کا تبرائیہ فرقہ جو خلافت شیخین کا منکر ہے، وہ فرقۂ ناجیہ ہے۔ یا۔ ان ہی بہتر فرقوں میں سے کوئی فرقہ ۔ یا۔ پھر چوہتر واں فرقہ؟

(۸) اسی طرح معتزلہ کا فرقہ جن کو خدا کی صفات زائدہ، عذاب قبر اور شفاعت کا انکار کرنے کے باوجود محقق ابن ہمام اور علامہ شامی نے کافر نہیں قرار دیا ہے ۔ بلکہ ان کو اہل شہادت مانا ہے اور ان سے نکاح درست قرار دیا ہے جیسا کہ ہم فتح القدیر اور ردالمحتار کے حوالہ سے نقل کر آئے۔ وہ فرقۂ ناجیہ ہے۔ یا۔ ان ہی بہتّر فرقوں میں داخل ہے۔ یا پھر چوہتر واں فرقہ؟

کیا محقق ابن ہمام اور علامہ شامی نے مرتدوں کو بھی اہل شہادت مانا ہے اور ان سے نکاح جائز قرار دیا ہے؟

(۹)اسی طرح امام احمد رضا نے جن وہابیوں کو بدمذہب غیر کافر کہا ہے، (دیکھئے فتاوی رضویہ مترجم ج۶ ص ۴۹۸) وہ فرقۂ ناجیہ کے افراد ہیں۔ یا۔ ان ہی بہتّر فرقوں میں میں داخل ہیں۔ یا پھر چوہترواں فرقہ؟

(۱۰)غیر مقلدین کا فرقہ، جس کے تعلق سے امام احمد رضا کی طویل عبارت **النھی الاکید** کے حوالہ سے ہم نے نقل کی ہے کہ:

''یہ لوگ آثم ہیں، خاطی ہیں، ظالم ہیں ہیں، بدعتی ہیں، ضال ہیں، مضل ہیں، غوی ہیں، مبطل ہیں، مگر ہیہات! کافر نہیں، مشرک نہیں، اتنے بدراہ نہیں۔ اپنی جانوں کے دشمن ہیں، عدواللہ نہیں۔''

فرقۂ ناجیہ ہے۔ یا۔ ان ہی بہتّر فرقوں میں داخل ہے۔ یا پھر چوہترواں فرقہ؟

(۱۱) شاہ اسماعیل دہلوی، جس کے بارے میں امام احمد رضا کا موقف یہ ہے کہ:

(الف)''بالجملہ ماہ نیم ماہ ومہر نیم روز کی طرح ظاہر وزاہر کہ اس فرقۂ متفرقہ یعنی وہابیہ اسماعیلیہ اوراس کے امام نافرجام پر جزماً قطعاً یقیناً اجماعاً بوجوہ کفر لازم، اور بلاشبہ جماہیر فقہائے کرام واصحاب فتوی اکابر واعلام کی تصریحات واضحہ پر یہ سب کے سب مرتد کافر، باجماع ائمہ ان سب پر اپنے تمام کفریات ملعونہ سے بالتصریح توبہ ورجوع اور ازسرنو کلمۂ اسلام پڑھنا فرض وواجب، **اگرچہ ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار سے کف لسان ماخوذ ومختار ومرضی ومناسب**''۔(الکوکبۃ الشہابیۃ

مشمولہ فتاوی رضویہ مترجم ج۱۵ص ۲۳۵)

(ب)'' ائمہ محققین وعلمائے محتاطین انھیں کافر نہ کہیں اور یہی صواب ہے اور جواب یہی ہے، اسی پر فتوی دیا جاتا ہے، یہی مذہب ہے اور اسی پر اعتماد وسلامتی ہے اور یہی درست ہے''۔(سبحٰن السبوح مشمولہ فتاوی رضویہ مترجم ج۱۵ص ۴۴۵)

وہ (شاہ اسماعیل دہلوی) فرقۂ ناجیہ کے فرد ہیں۔ یا۔ ان ہی بہتّر فرقوں میں سے کسی فرقہ کے۔ یا۔ پھر چوہترویں فرقہ کے؟

(۱۲) فتاوی رضویہ مترجم ج۷ص۱۱۴ میں ہے:

''جس نے جماعت اولیٰ کی (امامت کی) وہ فاسد العقیدہ بدمذہب بدعتی تھا مثلاً وہابی یا تفضیلی۔ یا۔ معاذ اللہ! امکان کذب الٰہی تعالیٰ شانہ ماننے والا۔ یا۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو براجاننے والا کہ **عندالتحقیق** ایسوں کی اقتدا بکراہت شدیدہ سخت مکروہ ہے''۔

تو کیا امام احمد رضا نے مرتدوں کے بھی پیچھے نماز پڑھنے کو مکروہ قرار دیا ہے؟

فقیر محمد مطیع الرحمٰن رضوی غفرلہ

جامعہ نوریہ، شام پور، پوسٹ ایٹال، وایا دیبی نگر، ضلع اُتّر دیناج پور، بنگال

09932541005

mmrazvi@gmail.com

مصادر ومراجع

شمارہ نمبر	اسمائے کتب

۱ فتاوی رضویہ

۲ صارم ربانی

۳ جامع ترمذی

۴ حواشی جامع ترمذی

۵ حدیقہ ندیہ

۶ سنن کبری للبیہقی

۷ شرح سفر السعادۃ

۸ مجموعۂ فتاوی مولانا عبدالحی لکھنوی

۹ صواعق الہیہ

۱۰ شرح عضدیہ

۱۱ مسلم الثبوت

۱۲ فواتح الرحموت

۱۳ نہی اکید

۱۴ مکتوبات امام ربانی

۱۵ شرح عقائد جلالی

۱۶ فتاوی عزیزیہ

۱۷ حواشی طحطاوی علی الدر المختار

۱۸ افتراق امت

۱۹ سبحٰن السبوح

۲۰ رد الرفضہ

۲۱ مجمع الانہر

۲۲ برجندی شرح نقایہ

۲۳ رد المحتار

۲۴ ارشاد الساری

۲۵ کوکبۂ شہابیہ